اقبال کا نظریۂ فن

انعم سعید

Anam Saeed

M.Phil Scholar, Department of Urdu,
Lahore Garrison University, Lahore.

ڈاکٹر ہارون قادر

Dr. Haroon Qadir

Professor, Department of Urdu,
Lahore Garrison University, Lahore.

Abstract:

The object of art is to give life a shape and the height of art is always most religious &the greatest at is always a devout person as well as art washes away from the soul the dust of every day life and it is concluded that art is the journey of free soul. If the object of peotry is to make men, them peotry is the their of prophecy. Vision without power does bring culture. The revealed & mystic literature of mankind bears a awme testimony to the fact that religious experience has been too ensuring and dominant in the history of man kind to be rejected as were illusion. there seems to be no reason, then, to accept the level of human experience as a fact & reject its other levels as mystical and emotional.

مشرق ہو یا مغرب آج دنیائے علم وادب اور فکر ونظر کے جہاں میں ''اقبالیات'' کی مخصوص اصطلاح درخشاں دکھائی دیتی ہے جو برصغیر پاک وہند کے عظیم مفکر شاعر اور فلسفی ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے نظریات وافکار اور فکر وسخن کی علامت بن چکی ہے یہ نام دنیا کے ہر طبقے کے لیے تفکر وتدبر کا سامان پیش کرتا ہے اور دعوت عام دیتا ہے کہ میرا کلام پڑھو اور میری فکر کو جانو کہ اسی میں تمہاری منزل کا راستہ موجود ہے۔

میرا عقیدہ ہے کہ موسیقی آرٹ بھی ادبیات یا شاعری یا مصوری یا موسیقی یا معماری ان میں سے ہر ایک زندگی کا معاون اور خدمت گار ہے اور اسی لیے آرٹ کو ایجاد و اختراع سمجھتا ہوں نہ کہ محض آلہ تفریح۔ جہاں تک اسلام کی ثقافتی تاریخ کا تعلق ہے۔ میرا ایمان ہے کہ فن تعمیر کے سوا فنون اسلامی یعنی موسیقی نقاشی اور شاعری ابھی تخلیق کے منتظر ہیں علامہ اقبال کا عقیدہ ہے کہ ایسی تخلیق کریں جس سے صحت اور زندگی پیدا ہو۔

فلسفہ ، شعر کی اور حقیقت ہے کیا
حرف تمنا ہے جسے کہہ نہ سکیں روبرو

اقبال سے قبل کے متعلق نظریات میں قابل ذکر نظریات یہ تھے کہ فن ایک قسم کی نقالی ہے فن برائے فن کا نظریہ فن برائے بیت کا نظریہ فن کے بارے میں کلاسیکی تصورات زیادہ نمایاں تھے فن برائے زندگی کے قائل تھے ان کے نزدیک فن اور زندگی کا آپس میں اتنا گہرا ربط ہے کہ بغیر زندگی کے فن کا وجود میں آنا ممکن نہیں۔

وہ فن موسیقی ہو یا شاعری مصوری ہو یا بت تراشی زندگی کے کسی نہ کسی پہلو کی عکاسی ضرور کرتا ہے لیکن اقبال فن کے ذریعے زندگی صرف بحیثیت محرک یا بحیثیت موضوع موجود ہونا کافی نہیں سمجھتے بلکہ وہ فن کے ذریعے زندگی کی ترتیب و تشکیل اور ارتقاء چاہتے ہیں۔

اقبال نے فن برائے فن کی مخالفت واضح لفظوں میں کی ہے۔۱۹۲۲ء میں جب انہیں حکومت برطنیہ سے سر کا خطاب ملا تو انہوں نے اسلامیہ کالج لاہور کے کریسنٹ ہاسٹل کے طلباء کی ایک دعوت میں تقریر کی جس کا ماحول یہ تھا قوموں کے اخلاق کو خراب کرنے والی چیزوں میں سے ایک نہایت خطرناک بلکہ مہلک چیز وہ نظریہ ہے جسے فن برائے فن کہتے ہیں۔

اقبال کے نزدیک فن کی تعمیر و تشکیل میں درج ذیل لوازمات ضروری ہیں اقبال کے نزدیک فن پارے میں اجتہاد اور قدرت کا ہونا لازم ہے اقبال یہ کہتے ہیں اگر کسی فن میں نیا پن نہیں ہے تو اس سے ظاہر ہے کہ فن کار زمانے کو اپنی نظر سے نہیں دیکھ رہا جو فن کار زمانے پر نظر ڈالتا ہے اس کا فن ترقی پاتا ہے۔

دیکھئے تُو زمانے کو ، اگر اپنی نظر سے
افلاک منور ہوں ، ترے ، نور سحر سے

....

ہرلحظ نیا طور , نئی برقِ تجلی
اللہ کرے ، مرحلہ ، شوق نہ ہو طے

دوسرا لازمی عنصر فن پارے کے اندر خودی کو مضبوط کرنے والے یا خودی کے اثبات پر زور دینے والے پہلوؤں کا ہونا ہے اقبال کہتے ہیں کہ ایسے فن پارے جو خودی کی تعمیر نہ کرسکیں۔ بے فائدہ

ہیں کوئی فن پارہ اگر یاسیت پیدا کرتا ہے تو وہ بے کار ہے اگر کسی شعر میں کم ہمتی کے عناصر ہیں اور وہ فرد کو خودی کو بیدار نہیں کر رہا تو شاعری بے کار ہے چنانچہ فنون کے حوالے سے لکھتے ہیں:

تیسرا عنصر جذبہ عشق اور جنون کا ہونا ہے اقبال سمجھتے ہیں وہ فن پارے جو عشق کے جذبے پر استوار ہوئے ہیں ہمیشہ پائیدار رہتے ہیں کوئی بھی فن جنون پیدا کر سکے تو کار عبث ہے ’حرمِ قرطبہ‘ کے بارے میں لکھتے ہیں:

اے حرمِ قرطبہ! عشق سے تیرا وجود
عشق سراپا دوام ، جس میں نہیں رفت وبود

چوتھا عنصر خون جگر صرف کرتا ہے اقبال کے خیال میں فنون لطیفہ کے لیے جنون کے ساتھ ساتھ محنت شاقہ کی ضرورت ہے فن کو اپنے فن کار کے لیے خون جگر صرف کرنا چاہیے چنانچہ خون جگر علامہ کے ہاں ایک اصطلاح ہے اور علامت بھی ہے تمام علوم کے حوالے سے خون جگر صرف کرنے کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

رنگ ہو، یا خشت و سنگ، چنگ ہو، یا حرف وصوت
معجزۂ فن کی ہے، خونِ جگر سے نمود

پانچواں عنصر یقین وایقان یا خود اعتمادی کا ہے۔ چھٹا عنصر جلال جمال اقبال کا خیال یہ ہے کہ فن پارے میں جمال ضرور ہونا چاہے اگر جلال نہیں ہے تو قوت شوکت پیدا نہیں ہوگی۔ اقبال فن کے اس پہلو کو پسند کرتے ہیں جس میں جلال اور جمال دونوں صفات نظر آئیں اور انہوں نے اسے اس طرح خراج تحسین پیش کیا۔

تیرا جلال و جمال ، مردِ خدا کی دلیل
وہ بھی جلیل و جمیل تو بھی جلیل و جمیل

ساتواں عنصر تخلیقی عمل کا وجود ہے اقبال کو تقلید سے نفرت تھی کیونکہ ان کے نزدیک انسان کا تخلیقی عمل ہی اسے خدا تعالیٰ کا ہمسر بناتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو تخلیقی استعداد سے نوازا ہے اقبال کے مطابق خدا نے فطرت کی تخلیق کی ہے لیکن انسان نے اپنے تخلیقی عمل کو کام میں لا کر اسے مزید سنوارا ہے اقبال نے انسان کی اس تخلیقی صلاحیت کا ذکر پیام مشرق میں نہایت فخر سے کیا ہے۔

آٹھواں عنصر سوز اور تڑپ کا ہے اگر فن پارہ دل میں حرارت پیدا نہیں کرتا تو وہ بے کار ہے اقبال کی شاعری میں بلبل ناپسندیدہ اور شاہین پسندیدہ ہے۔

آخری عنصر آزادی کا ہونا ہے اقبال کا خیال یہ ہے کہ اعلیٰ فن کی تخلیق وتشکیل میں آزادی کا ہونا ضروری ہے غلامی میں فنکار اپنی آنکھ سے نہیں بلکہ حکمران قوم کی آنکھ سے دیکھنے کا عادی ہو جاتا ہے اور اس کے رگ و پے میں غلامی چھا جاتی ہے اس لیے وہ اندھی تقلید کر کے اپنا اعلیٰ مقام کھو دیتا ہے۔

مختلف فنون کے حوالے سے تصورات فن شاعری کے ضمن میں دیکھا جائے تو اقبال شعر برائے شعر کے قائل نظر نہیں آتے بلکہ ان کے مطابق شاعری کا مقصد اصلاح زیست ہے اچھا شاعر ملت کے قلوب میں تبدیلی پیدا کرتا ہے تڑپ اور حرارت پیدا کر کے انہیں مقصدیت کی طرف لے جاتا ہے اقبال نے شاعری پر اظہار خیال کرتے ہوئے شاعری کے لیے ''نے'' اور شاعر کے لیے ''نے'' نواز کی علامتیں استعمال کیں ہیں وہ لکھتے ہیں کہ نے کے اندر مستی وقوت نہیں ہوتی بلکہ یہ نے نواز کا دل ہے جو بانسری میں بول رہا ہوتا ہے لہذا نے نواز کو چاہئے کہ سلانے والے نغمے نہ گائے اقبال نے خود اپنے بارے میں کہا ہے کہ میری خواہش ہے کہ مجھ سے یہ ملکہ چھین لیا جائے اگر یہ قوم کے لیے درست نہ ہو ضرب کلیم کی نظم شاعر میں اقبال نے ایک شاعر کے لیے ضابطہ تحریر وضع کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

مشرق کے نیستاں میں ہے محتاجِ نفس نے
شاعر! تیرے سینے میں نفس ہے کہ نہیں ہے

فن تعمیر کے ضمن میں اقبال خالص اصلاحی تعمیر کے قائل نظر آتے ہیں جس کے مطابق قوموں کی قوت کا اندازہ ان کی عمارت سازی کے جمال کے ساتھ ساتھ جلال کو بھی فروغ دیا مسجد قوت الاسلام کے بارے میں خط میں لکھتے ہیں کہ میرے دل میں اس کی شوکت کی ایسی ہیبت طاری ہوگئی کہ مجھے محسوس ہوا کہ میں اس مسجد میں نماز ادا کرنے کے قابل نہیں ہوں۔

ہے تیری شان کے شایاں ، اسی مومن کی نماز
جس کی تکبیر ہو معرکہ بود و نبود

فن مصوری کے لیے بھی حرارت سوز اور تاثیر کی ضرورت ہے مصور کو چاہیے کہ وہ تعمیر انسانیت میں حصہ لے۔اقبال بامعنی مصوری کے قائل ہیں وہ تجریدی مصوری کو پسند نہیں کرتے کیونکہ اس میں ابہام ہوتا ہے اقبال سمجھتے ہیں کہ جس کی شخصیت میں ابہام ہوا اس کی خودی کمزور ہوتی ہے خود شناس آدمی پیغام آفرینی کرتا ہے یہ خودی کی صلاحیتوں کو ختم کرتی ہے اور ایسے مصور کا ایک فن پارہ کئی ذہنوں کو گمراہ کر سکتا ہے مصور سے مخاطب ہو کر ضرب کلیم کی نظم ''مصور'' میں لکھتے ہیں۔

معلوم ہیں ، اے مردِ ہنر! تیرے کمالات
صنعت تجھے آتی ہے ، پرانی بھی ، نئی بھی

اقبال کا خیال ہے کہ موسیقی ایسی ہونی چاہے جو جوش اور ولولہ پیدا کرے جس سے انسان کو اپنی خودی کا احساس ہو اقبال کے مطابق قابل تحسین وہ ہے جس کی گرمی سے ستاروں کا وجود بھی پگھل جائے اور روح کو سرشار کرے۔

ضربِ کلیم کی نظم ''سرودِ حلال'' میں سے ڈرامہ جسے اقبال بالکل پسند نہیں کرتے اس کی سب سے بڑی وجہ ان کی نظر میں یہ ہے کہ محض جذبات نقالی کا نام ہے اور یہ نقالی جذبات انسان میں تلاطم

اور ہیجان کا باعث بنتی ہے اور ''تیا تیر'' میں اسی طرح بیان کرتے ہیں۔

یہی کمال ہے تمثیل کا کہ ، تو نہ رہے
رہا نہ تُو ، تو نہ سوزِ خودی ، نہ سازِ حیات

اقبال کے نزدیک فن کے مقاصد میں سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ وہ انسان میں تسخیر کی قوت پیدا کرنا وہ ہرگز یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ افلاطون اور ارسطو کے نزدیک نظریہ فن کی طرح وہ فطرت کا نقالی ہی کرتا رہے نقالی تو ایک لحاظ سے فطرت کی غلامی ہے اس لیے وہ فن کار سے کہتے ہیں۔

فطرت کی غلامی سے کر آزاد بز ہز کو
صیاد ہیں مردان ، ہنر مند نخچیر

اقبال کے نزدیک فن کا دوسرا اہم مقصد خودی کی تعمیر و تشکیل سے فن کو چاہیے کہ انسانوں کو ان کی صلاحیتوں سے آگاہ کرے خودی کے تحفظ کے بغیر فن نامکمل رہتا ہے۔

اگر خودی کی حفاظت کریں ، تو عینِ حیات
نہ کر سکیں ، تو سراپا فسوں و فسانہ

اقبال کے نزدیک فن ایک ذمہ دارانہ عمل ہے وہ فن کی افادی حیثیت کے قائل ہیں ان کے نزدیک جو فن زندگی کی تعمیر میں معاونت نہ کرے وہ فن انسانیت کے لیے نقصان دہ ہے پروفیسر ضیاء الدین احمد اقبال کے تصور فن کی وضاحت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں انسانی تخلیق میں فنون نہایت اعلیٰ اور اشرف مساعی کی پیداوار ہوتے ہیں اور شاعری ایک فن کی حیثیت سے اسی معیار پر کی جانی چاہے جو فنون کے لیے ہر جگہ مسلم ہے۔

اے اہلِ! نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے ، وہ نظر کیا

ڈاکٹر سلیم اختر اقبال کے تصور فن کے بارے میں رقمطراز ہیں ادب اور فنون لطیفہ کے متعلق ان کا نقطہ نظر مقصدیت اور افادیت پر مبنی ہے اقبال کے نزدیک فن ایک ایسا ہتھیار ہے جو ہر کسی کو حاصل نہیں ساتھ ہی ساتھ اقبال فطرت کے قائل ہیں کہ فن کی تخلیق انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔

قطرہ خونِ جگر سل کو بناتا ہے دل
خونِ جگر سے صدا ، سوز ، سرور ، سرود
نقش ہیں سب ناتمام ، خونِ جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام ، خون جگر کے بغیر

خون جگر کی قربانی دینے والا فنکار جذبہ عشق سے سرشار ہوتا ہے فن اور عشق اس طرح لازم وملزوم ہیں جیسے جسم وروح اقبال کے نزدیک فن اختراع کا نام ہے نہ کہ تفریح اقبال نے فرمایا میرا عقیدہ

ہے کہ آرٹ بھی زندگی کا معاون اور خدمتگار ہے شاعر قومی زندگی کی بنیاد کو آباد بھی کر سکتا ہے اور برباد بھی ملک کے شعرا پر لازم ہے کہ وہ نوجوان قوم کے لیے راہنما بنیں۔

اقبال کے نزدیک صاحب فن کی نظر ایسی ہونی چاہیے جو معاملے کی تہذیب تک پہنچے فنکار وہی ہوتا ہے جو کسی کا غلام نہ ہوتا کہ فطرت کی گرفت سے بھی آزاد ہو اور ستاروں پر کمند ڈالے جس قوم کے فنکار ان خوبیوں کے مالک ہو وہ قوم معجزات کی مالک بن جاتی ہے اور اس کے افراد ضرب کلیمی کی سی طاقت رکھتے ہیں۔

بے معجزہ دنیا میں ، اُبھرتی نہیں قومیں
جو ضربِ کلیمی نہیں رکھتا ، وہ ہنر کیا

آخر میں اقبال نے خود اپنے حق میں اپنے نظریہ فن میں بتاتے ہیں جس قوم میں طاقت وتوانائی کی ہمت ہو پھر اس قوم کا نقطہ نگاہ بدل جایا کرتا ہے ان کے نزدیک ناتوانی ایک حسین وجمیل شے ہو جاتی ہے اور ترک دنیا موجب تسکین۔۔۔خود ہندوستان کے مسلمانوں کو دیکھتے کہ ان کی ادبیات کا انتہائی کمال لکھنوکی مرثیہ گوئی پر ختم ہوا قومیں کس چیز سے زندہ ہوتی ہیں؟ اپنے قلب و روح کے اضطراب سے۔جس طرح قطرہ خون جگر معجزہ ہنر کی تخلیق کرتا ہے اگر کوئی صاحب ذوق ایک فن پارے کو داد دیتا ہے تو محض اس لیے کہ اس میں وہی وجدان رونما ہوتا ہے جو فن کار کے پاس موجود ہوتا ہے اور اس لیے ہوتا ہے جو فن کار کے پاس موجود ہوتا ہے الگریسو Elgreco، سیز آنے Cezanne، پکاسو Picasso، ماتیس Matisse، گاوُگان Gauguain اور اسی قسم کے دوسرے فن کاروں نے اسی نظریے کو اپنایا ہے اقبال کے ہاں صنفی شکلیں موسیقی اور مصوری کے تقاضوں سے متعین ہوتی ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، اقبالیات کے سوسال، اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۱۹۰۱ء۔۲۰۰۰ء، ص: ۲۲۶

۲۔ دائرہ معارف اقبال، جلد اول، لاہور: پنجاب یونیورسٹی پریس، قائد اعظم کیمپس، ۲۰۰۶ء، ص:۹۷

۳۔ غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر، فلسفہ اقبال، لاہور: بزمِ اقبال، اپریل ۲۰۰۱ء، ص:۴۱

۴۔ ایضاً، ص:۴۸

۵۔ حسن اختر ملک، ڈاکٹر، اطراف اقبال، لاہور: بزمِ اقبال، دسمبر ۲۰۰۱ء، ص:۵۴

۶۔ رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، بحثیت شاعر، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۷ء، ص:۴۹

۷۔ عبداللہ، سید، ڈاکٹر، طیفِ اقبال، لاہور: اکیڈمی لاہور، ۲۰۰۹ء، ص:۱۷۹

۸۔ امان اللہ کاظم، کلیاتِ اقبال، لاہور: عثمان پبلی کیشنز،

۹۔ ایضاً، ص:۶۸۲

۱۰۔ ایضاً،ص:۲۱۸

۱۱۔ ایضاً،ص:۶۰۸

۱۲۔ ایضاً،ص:۲۲۱

۱۳۔ ایضاً،ص:۲۱۸

۱۴۔ ایضاً،ص:۲۱۹

15. www.wikipedia.com

☆......☆......☆